لاہور، اسلام آباد/راولپنڈی اور کراچی سے بیک وقت شائع ہونے والا کثیر الاشاعت مستند قومی اخبار
ABC Certified

Daily JINNAH Islamabad Rawalpindi

روزنامہ جناح
اسلام آباد راولپنڈی

ایڈیٹر انچیف
محسن جمیل بیگ

جلد 18 | جمعرات 14 محرم الحرام 1442ھ 3 ستمبر 2020ء 19 بھادوں 2077ب صفحات 8 قیمت 20 روپے | شمارہ 241

روزنامہ جناح سٹی نیوز

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں!

بارشوں نے شہروں کے چھپے ہوئے گند کو ہی نہیں اچھالا ہمارے دل و دماغ میں بھری ہوئی بدبو کو بھی شاہراہوں پر انڈیل دیا ہے۔ سیاستدان، میڈیا اور سوشل میڈیا صارفین سب کسی دلچسپ ویڈیو کی تلاش میں ہیں۔ کسی ڈوبتے ہوئے ٹینکر کی تصویر مل جائے، کسی گٹر میں پھنسے ہوئے بچے کی لاش مل جائے، کوئی چوتھی منزل سے چھلانگ لگاتا دکھائی دے جائے، کسی کے گھر پانی گھسے اور دوشیزائیں بھاگتے ہوئے نظر آجائیں، کسی عورت کا لختِ جگر بپھری لہروں میں بہہ جائے۔ کہیں سے کچھ ایسا مل جائے جس سے تقریر دلپذیر ہو سکے، جس سے ریٹنگ بڑھ سکے اور جس سے ویڈیو کلپ وائرل ہو جائے۔ مجھے ایک ویڈیو کلپ دیکھ کر بیحد دکھ ہوا کہ درجنوں لوگ اپنے موبائل فون لیے ایک پل کے بہہ جانے کی ہنس ہنس کر ویڈیو بنا رہے ہیں۔ پانی کا بہاؤ اسقدر شدید تھا کہ دو تین منٹوں میں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے وہ پل اڑ گیا اور لوگوں نے "وہ گیا، وہ گیا" کے مسرت بھرے قہقہے لگائے۔ یہ کسی دشمن ملک کا پل نہیں تھا اور نہ ہی اس کے ٹوٹنے سے کوئی فتح ملنے والی تھی۔ بلکہ رابطہ منقطع ہونے سے لاکھوں لوگوں کا روزگار تباہ ہونا تھا اور عام لوگوں کا ایک بہت بڑا ذریعہ آمد و رفت ختم ہونے جا رہا تھا۔ لیکن ہمارے نوجوانوں کے لیے یہ دل لگی کا سامان تھا۔ کسی ایک نے نہیں روکا کہ بھائیو ہم پل کو تو نہیں بچا سکتے لیکن آؤ اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ وہ بارش کی اس آفت کو ٹال دے اور ہمارے گھر ڈوب جانے سے بچ جائیں۔ شائد ہمارا مزاج ایسا بن گیا ہے کہ حکومت بھی شغل میں خوش رہتی ہے، میڈیا بھی شغلی ہو چکا ہے اور ہم سب بھی شغلوں کے عادی بن گئے ہیں۔ پہلی قوم دیکھی ہے جو اوروں کی تباہی پر خوش ہوتے ہوتے اب اپنی تباہی پر بھی خوش ہونے کی عادی ہو گئی ہے۔

کراچی میں کیا کچھ نہیں ہو چکا۔ اس عروس البلاد شہر کو اجاڑنے میں کسی نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ کچرا یہاں سے اٹھایا ہی نہیں جاتا، پینے کا پانی یہاں دستیاب نہیں ہوتا، بجلی یہاں سے غائب رہتی ہے۔ تجاوزات کی بھرمار ہے۔ سٹریٹ کرائم

زوروں پر رہتا ہے۔ اور بارش نے ہر طرف طوفان نوح برپا کیا ہے۔ غریبوں کی جھونپڑیاں ندی نالوں کی نظر ہو گئیں اور ڈیفنس کے بنگلوں میں بھی گٹر کا پانی گھس گیا۔ غریب غربا ہی نہیں سیٹھ اور امرا بھی سڑکوں پر پڑے دیکھے۔ کارخانے ڈوب گئے اور ائیرپورٹ بھی آبی ریلوں سے بچ نہ سکی۔ سب پر پانی پھر گیا۔ صوبائی حکومت کی نااہلی تو مسلمہ ٹھہری، مرکزی حکومت نے بھی صورتحال کا صرف لطف اٹھایا۔ اداروں کی صلاحیت بھی کھل کر سامنے آگئی۔ ریاست کی بے بسی نے خطرے کے گھڑیال بجا دیے لیکن ہمارا تماش بینی والا مزاج جوں کا توں ہے۔ ایک دوسرے کو نوچنے اور بھنبھوڑنے کے سوا کوئی تعمیری سوچ عنقا ہی ہے۔ کوئی خوف خدا ہمارے وجود کو چھو نہیں پا رہا۔ ایک طرف دل دہلا دینے والے مناظر ہیں اور دوسری طرف ہمارے بے حسی کے قہقہے ہیں۔ جب انسان بے بس ہو جاتے ہیں تو وہ توبہ کرتے ہیں اور پروردگار سے معافی مانگتے ہیں۔ لیکن ہماری بے حسی کی انتہا ہے کہ ہم اپنی موت پر آپ ہی رقص کرنے کے خواہش مند دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ میڈیا بھی صرف انہونی دکھاتا ہے لوگوں کو اچھائی کی طرف مائل ہونے ہی نہیں دیتا۔

لوگ پانی میں گردن گردن تک ڈوبے مدد کو پکار رہے ہیں لیکن ہمارے ٹی وی انہیں نئے موبائل سیٹ اور ہاؤسنگ پراجیکٹ کے اشتہار دکھا رہے ہیں۔ وہ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں لیکن ٹی وی سکرین انہیں کوکا کولا پینے کی ترغیب دے رہا ہے۔ ہم گنہگار اور ظالم ہونگی ہر صفت پر پورا اتر رہے ہیں اور پھر گلا کرتے ہیں کہ یہ مصیبتیں کیوں آ رہی ہیں۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے"

پھر سورۃ شوریٰ میں فرمایا،

"اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کیے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے"

اس میں کیا شک ہے یہ آفتیں، بیماریاں اور مصیبتیں بطور انسان اور مسلمان ہماری آزمائش کے لیے ہوتی ہیں۔ افسوس کہ ہم بحیثیت قوم ان آزمائشوں میں ایک تماشا دیکھنے والی قوم بن کر سامنے آئے ہیں۔ اللہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما کر ہمیں سدھری ہوئی قوم بنا دے ورنہ ہماری حالت تو اس شعر کے مصداق ہے۔

یہ دل ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

Member APNS /////ABC Certified

☆☆☆ جڑواں شہروں سے شائع ہونے والا پہلا مکمل مقامی اخبار ☆☆☆

روزنامہ

میٹرو واچ

راولپنڈی/اسلام آباد

ایڈیٹر
زاہد فاروق ملک

بدھ 02 ستمبر 2020ء، 13 محرم الحرام 18 بھادوں 2076ب صفحات 8 قیمت 15 روپے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں!

ڈاکٹر مرتضیٰ مغل

بارشوں نے شہروں کے چھپے ہوئے گند کو ہی نہیں اچھالا ہمارے دل و دماغ میں بھری ہوئی بدبو کو بھی شاہراہوں پر انڈیل دیا ہے۔ سیاستدان میڈیا اور سوشل میڈیا صارفین سب کسی دلچسپ ویڈیو کی تلاش میں ہیں۔ کسی ڈوبتے ہوئے ٹیکر کی تصویر مل جائے کسی گٹر میں پھنسے ہوئے بچے کی لاش مل جائے، کوئی چوتھی منزل سے چھلانگ لگاتا دکھائی دے جائے، کسی کے گھر پانی گھسے اور دوشیزائیں بھاگتے ہوئے نظر آجائیں، کسی عورت کا لخت جگر بپھری لہروں میں بہہ جائے۔ کہیں سے کچھ ایسا مل جائے جس سے فقرہ بازی ہوسکے، جس سے ریٹنگ بڑھ سکے اور جس سے ویڈیو کلپ وائرل ہو جائے۔ مجھے ایک ویڈیو کلپ دیکھ کر بے حد دکھ ہوا کہ درجنوں لوگ اپنے موبائل فون لیے ایک پل کے بہہ جانے کی ہنس ہنس کر ویڈیو بنا رہے ہیں۔ پانی کا بہاؤ اسقدر شدید تھا کہ وہ چند منٹوں میں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے وہ پل اڑ گیا اور لوگوں نے "وہ گیا، وہ گیا" کے مسرت بھرے قہقہے لگائے۔ یہ کسی دشمن ملک کا پل نہیں تھا اور نہ ہی اس کے ٹوٹنے سے کوئی فتح ملنے والی تھی۔ بلکہ رابطہ منقطع ہونے سے لاکھوں لوگوں کا روزگار جڑا ہوا تھا اور عام لوگوں کا ایک بہت بڑا ذریعہ آمدورفت ختم ہونے جارہا تھا۔ لیکن ہمارے نوجوانوں کے لیے یہ دل لگی کا سامان تھا۔ کسی ایک نے بھی نہیں روکا کہ بھائیو ہم پل کو تو نہیں بچا سکتے لیکن آؤ اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ وہ بارش کی اس آفت کو ٹال دے اور ہمارے گھر ڈوب جانے سے بچ جائیں۔ شائد ہمارا مزاج ایسا بن گیا ہے کہ حکومت بھی شغل میں خوش رہتی ہے۔ میڈیا بھی شغلی ہو چکا ہے اور ہم سب بھی شغلوں کے عادی بن گئے ہیں۔ پہلی قوم دیکھی ہے جو اوروں کی تباہی پر خوش ہوتے ہوتے اب اپنی تباہی پر بھی خوش ہونے کی عادی ہوگئی ہے۔ کراچی میں کیا کچھ نہیں ہو چکا اس عروس البلاد شہر کو اجاڑنے میں کسی نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ کچرا یہاں سے اٹھایا نہیں جاتا، پینے کا پانی یہاں دستیاب نہیں ہوتا، بجلی یہاں سے غائب رہتی ہے، تجاوزات کی بھرمار ہے۔ سٹریٹ کرائم زوروں پر رہتا ہے۔ اور بارش نے ہر طرف طوفان نوح برپا کیا ہے۔ غریبوں کی جھونپڑیاں ندی نالوں کی نظر ہوگئیں اور ڈیفنس کے بنگلوں میں بھی گٹر کا پانی گھس گیا۔ غریب غربا ہی نہیں سیٹھ اور امرا بھی سڑکوں پر پڑے دیکھے۔ کارخانے ڈوب گئے اور ایئربیس بھی آبی ریلوں سے بچ نہ سکی۔ سب پر پانی پھر گیا۔ صوبائی حکومت کی نااہلی تو مسلمہ ٹھہری، مرکزی حکومت نے بھی صورتحال کا صرف لطف اٹھایا۔ اداروں کی صلاحیت بھی کھل کر سامنے آگئی۔ ریاست کی بے بسی نے خطرے کے گھڑیال بجادئے لیکن ہمارا تماش بینی والا مزاج جوں کا توں ہے۔ ایک دوسرے کو نوچنے اور بھنبھوڑنے کے سوا کوئی تعمیری سوچ مفقود رہی ہے۔ کوئی خوف خدا ہمارے وجود کو چھو نہیں پارہا۔ ایک طرف دل دہلا دینے والے مناظر ہیں اور دوسری طرف ہمارے بے حسی کے قہقہے ہیں۔ جب انسان بے بس ہو جاتے ہیں تو وہ توبہ کرتے ہیں اور پروردگار سے معافی مانگتے ہیں۔ لیکن ہماری بے حسی کی انتہا ہے کہ ہم اپنی موت پر آپ ہی رقص کرنے کے خواہش مند دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ میڈیا بھی صرف انہونی دکھاتا ہے لوگوں کو اچھائی کی طرف مائل ہونے ہی نہیں دیتا۔ لوگ پانی میں گردن گردن تک ڈوبے مدد کو پکار رہے ہیں لیکن ہمارے ٹی وی انہیں نئے موبائل سیٹ اور ہاؤسنگ پراجیکٹ کے اشتہار دکھا رہے ہیں۔ وہ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں لیکن ٹی وی سکرین انہیں کوکا کولا پینے کی ترغیب دے رہا ہے۔ ہم گنہگار اور ظالم ہونے کی ہر صفت پر پورا اتر رہے ہیں اور پھر گلہ کرتے ہیں کہ یہ مصیبتیں کیوں آرہی ہیں۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے: "ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے" پھر سورۃ شوریٰ میں فرمایا: "اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کیے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے" اس میں کیا شک ہے یہ آفتیں، بیماریاں اور مصیبتیں بطور انسان اور مسلمان ہماری آزمائش کے لیے ہوتی ہیں۔ افسوس کہ ہم بحیثیت قوم ان آزمائشوں میں ایک تماشا دیکھنے والی قوم بن کر سامنے آئے ہیں۔ اللہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما کر ہمیں سدھری ہوئی قوم بنا دے، ورنہ ہماری حالت تو اس شعر کے مصداق ہے،

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں